یادرفتگان

ازمولانا عبدالحلیم اثر افغانی

مولانا الشیخ عبدالحلیم اخندزادہؒ

صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ

عزیزی مولانا سمیع الحق سلمہ اللہ وکان اللہ لہ

مجلہ الحق اکوڑہ کے تازہ شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۸۳ء میں حضرت مولانا عبدالحلیم صدر مدرسین جامعہ حقانیہ کی وفات کی خبر پڑھی۔ میری طرف سے مرحوم کی تعزیت منظور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ اور ان کے پس ماندگان اور اراکین دارالعلوم کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

ذیل میں مرحوم کے متعلق چند سطور ارسال کررہا ہوں اسے یادرفتگان کے طور مرحوم کے ایک ہم عمر اور ہم درس کے عینی شاہد راوی کی زبانی اپنے مجلہ میں شائع کردیں گے۔ میں نے مرحوم کے نام کے ساتھ لفظ اخندزادہ کا اضافہ کیا ہے۔ اس کی وضاحت آجاتی ہے۔

پہلی ملاقات | چند ماہ پہلے راقم الحروف عبدالحلیم اثر نے دارالعلوم حقانیہ کی زیارت کی تھی۔ لیکن مرحوم مولانا اخندزادہ عبدالحلیم رخصت پر تھے۔ ملاقات نہ ہوسکی۔ اس لئے مرحوم سے اپنی پوری زندگی میں اس پہلی ملاقات کا ذکر کروں گا جو آج ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء سے ساٹھ سال پہلے ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء میں ہوئی تھی اور اس ملاقات کی یادوں کے نقوش ابھی تک ذہن میں باقی ہیں باقی ہیں۔ ایک عرب شاعر نے کہا تھا ؎

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکۃ سامر

جیسے اجیاد اور صفا دونوں پہاڑیوں کے درمیان کوئی دوست باقی ہی نہ رہا اور نہ مکہ میں کسی رات کو کہانی سنانے والی شخصیت باقی رہی ہو جس نے بیٹھے ہوئے دنوں کی کہانی سنائی ہو۔

راقم الحروف عبدالحلیم اثر سمر اللیل کے طور کچھ کہانی سنانے چلا ہے اس میں مرحوم کی یادیں ملیں گی۔ مرحوم کے آباؤ اجداد اور مشاہیر کا تذکرہ ملے گا۔ اور کچھ ان اساتذہ کرام کا تذکرہ ملے گا جن سے راقم الحروف اور اخندزادہ مرحوم نے فیض علمی حاصل کیا تھا۔

جلالیہ | راقم الحروف اور مرحوم اخندزادہ عبدالحلیم کی پہلی ملاقات ضلع اٹک وادی چھچھ کے موضع جلالیہ میں درسگاہ حضرت مولانا السید الشیخ عبدالشکور علیہ الرحمۃ میں ہوئی تھی۔

سید عبدالشکور | سب سے پہلے حضرت مولانا السید عبدالشکور کے متعلق چند کلمات لکھوں گا کہ حضرت الاستاذ سید عبدالشکور حضرت مولانا السید الشیخ عبدالحئی الحسنی فرنگی محلی لکھنوی کے شاگرد تھے اور آپ حضرت شیخ احمد زینی دحلانی مفتی مکہ مکرمہ کے شاگرد تھے۔ حضرت احمد زینی دحلان کی تالیفات میں سے ان کی ایک تالیف جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان کوفی پر ہے حدیقۃ النعمان قابلِ ذکر ہے۔

حضرت الاستاذ السید الشیخ مولانا عبدالشکور کا شجرہ نسب یہ ہے۔ سید عبدالشکور ولد سید عبدالحمید (ثانی) ولد سید محمود ولد علی ولد شاہ محمود ولد عبدالحمید (اول) ولد جلال الدین عبداللہ (بانی قصبہ جلالیہ) ولد عبدالسلام ولد محمد رحمت اللہ ولد محمود ولد علی زین العابدین ولد نصیر الدین موسیٰ رحمۃ اللہ علیہم۔

۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء میں اس درسگاہ میں طالب علموں کی تعداد ۴۷ تھی۔ اور ان میں سب سے کم عمر طالب علم ہم تین تھے راقم الحروف۔ اخندزادہ عبدالحلیم اور ان کے ایک چھوٹے بھائی جن کا نام یاد نہیں آرہا۔ میرے اور اخندزادہ عبدالحلیم کی عمر میں ایک سال دو کا فرق ہو یا نہ ہو۔ راقم الحروف ذرا دبلا پتلا سا تھا اور اخندزادہ عبدالحلیم گول مٹول بھرے بھرے جسم کا جیسے بدن میں کوئی ہڈی ہی نہ ہو۔ میرے اور ان کے دونوں کا رنگ سانولا، دونوں کی بڑی بڑی کالی آنکھیں۔ کشادہ ابرو۔ لیکن اخندزادہ عبدالحلیم کی آنکھیں خمار آلود رہتیں۔ میں ذرا شوخ اور اخندزادہ کم گو۔ خاموش۔ ہر وقت اپنے داہنے ہاتھ کا تکیہ لگائے دراز رہتے۔ اور دیکھنے والے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر دیکھنے میں انہیں لطف آتا یہ نگاہیں عاشقانہ ہیں یا معشوقانہ بہرحال پیار بھری نگاہیں تھیں۔

ہمارے ایک دوسرے ہمدرس تحصیل صوابی موضع مینئ کے رہنے والے تھے۔ دبلے پتلے لانبے تڑنگے جیسے تھے ہمارے ہم عمر ہی تھے۔ ان کا نام ذہن سے نکل گیا ہے۔ بعد میں موضع طورو کے مسجد صاحب زادگان میں میرے ہمدرس بھی رہے تھے پتہ چلا ہے کہ یہ صاحب بھی فاضل عالم بن کر نکلے۔ کچھ عرصہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مدرس بھی رہے۔ ان کا نام یہاں لکھ دیں تو بات بن جائے [۱]

---

[۱] آپ کا نام شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن تھا۔ دارالعلوم حقانیہ میں آپ نے تدریس نہیں کی۔ تدریس کا زیادہ تر زمانہ میرٹھ، چارسدہ، راولپنڈی میں گذارا۔ علم اصول حدیث میں آپ کی تصنیف جواہر الاصول فی مصطلح احادیث الرسول مشہور ہے۔ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں آپ کا وصال ہوا۔ جنازہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے پڑھایا اور تین بجے آبائی گاؤں موضع مینئ میں سپرد خاک کر دئے گئے۔ (فانی)

مولانا السید الشیخ عبدالشکور رحمن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان دنوں ان کی عمر ایک سو دس سال سے زیادہ تھی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان کے حواس خمسہ بحال تھے۔ بینائی ایسی کہ بغیر چشمہ لگائے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ سر و قد۔ کمر میں کوئی خمیدگی نہیں۔ مال مویشی کو کنوئیں پر پانی پلاتے خود لے جایا کرتے۔ سفید نورانی چہرہ۔ سفید لباس۔ سفید عمامہ۔ وہ خود درس نہ دیتے بلکہ یہ فریضہ ان کے فرزند اکبر مولانا عبداللطیف ادا فرماتے۔ جن سے راقم الحروف کتاب اصول شاشی اور اخوندزادہ عبدالحلیم کتاب کافیہ در علم نحو پڑھ رہے تھے۔ راقم الحروف اسی گاؤں کے ایک دوسرے عالم مولانا سید عبدالرشید سے شرح جامی پڑھ رہا تھا۔

اتفاق دیکھیے کہ راقم الحروف کے جد امجد سید عبداللطیف حضرت مولانا السید عبدالشکور کے جد امجد سید عبدالمجید کے شاگرد رہے تھے۔ ان اجداد کرام کی روحانی تصرفات کی بدولت راقم الحروف نے حضرت مولانا السید الشیخ عبدالشکور سے استدعا کی کہ وہ بہ نفس نفیس مجھے کچھ پڑھائیں۔ جو انہوں نے منظور فرمایا۔

<u>شمۃ النحو</u> ایک کتاب صوبہ سرحد کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے جس کا نام ہے شمۃ النحو۔ حضرت الاستاذ مولانا السید الشیخ عبدالشکور کے پاس اس کا ایک مطبوعہ نسخہ تھا جو ۱۲۵۲ھ-۱۸۳۶ء میں کانپور میں چھپا تھا اس کے سرورق پر یہ عبارت درج تھی۔

- "شمۃ النحو من تالیف مولانا محمد یوسف ابن محمد یعقوب یوسفزائے"

اس کتاب کے متعلق وادی سمہ، سوات اور وادی پشاور کے لوگوں کو یہ علم نہیں ہے کہ یہ کتاب ایک یوسفزائے عالم کی تالیف ہے ہم اسے مفاخر یوسفزائے میں شمار کرسکتے ہیں۔

باوجودیکہ شمۃ النحو علم نحو کی ابتدائی کتاب ہے اور اسے میں پڑھ چکا تھا لیکن حضرت الاستاذ کے ارشاد کے مطابق اس کتاب کا دیباچہ ان سے پڑھ کر شرف تلمذ حاصل کیا۔

<u>ارجوزۂ سینا</u>۔ حضرت الاستاذ کے پاس ایک مختصر سی منظوم مصر کی چھپی ہوئی کتاب تھی ارجوزۂ سینا۔ یہ علم طب کی کتاب تھی۔ استاد مرحوم نے اس کے ابتدائی اشعار میں مجھے شرف تلمذ بخشا۔ اس کے چند اشعار ذہن میں محفوظ ہیں۔ جو شیخ ابوعلی ابن حسین ابن سینا المعروف ابوعلی سینا کے رجز یہ اشعار میں سے گوہر آبدار ہیں ؎

اسمع بنیّ وصیتی واعمل بہا	والطب معقود بنص کلامی
اجعل غذائک کل یوم مرۃً	واحذر طعاما قبل ہضم طعامی
لا تشربنّ عقیب اکل عاجلاً	فتقود نفسک للاذی بزمامی
واحفظ منیک مااستطعت فانہا	ماء الحیاۃ یراق فی الارحامی

<u>حدائق النعمان</u> حضرت الاستاذ نے اپنے شیخ احمد ابن زینی دحلان کی تالیف حدائق النعمان مطالعہ کے لئے عنایت

فرمائی اس کے سند کی اجازت دی ۔ اور میں نے اس پر اپنے بچپنے ہی میں عربی زبان میں تتمۃ الافغان کے نام سے تعلیقات لکھیں ان تعلیقات کی دھندلی سی یادیں اب بھی ذہن میں محفوظ ہیں ۔

اخندزادہ عبدالحلیم نے مولانا السید الشیخ عبدالشکور کے فرزند اکبر سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا ۔ ان کا سلسلہ تلمذیوں رہا ۔ عبدالحلیم عن عبداللطیف عن ابیہ عبدالشکور عن سید عبدالحیؒ الحسنی ہو عن ابیہ سید عبدالحلیم الحسنی و ایضاً عن سید احمد زینی دحلان محدث و مفتی مکہ ۔

راقم الحروف نے حضرت السید الشیخ عبدالشکور الحسینی سے ان کے استاذ سید عبدالحیؒ لکھنوی کے طرز تالیف و تصنیف کے متعلق معلومات حاصل کیں ۔ اور اس بزرگ استاد کے طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ دی اور یہ ان کے فیوضات کی برکت ہے کہ اس وقت مجھے عربی ۔ فارسی ۔ پشتو اور اردو زبانوں میں کتابوں کے ایک کثیر تعداد کی تالیف کی سعادت حاصل رہی ہے ۔ وللہ الحمد

<u>لطیفہ</u> ۔ موضع جلالیہ کے قیام کے دوران ایک لطیفہ پیش آیا ۔ جس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

اس لطیفہ کا پس منظر یہ ہے کہ صوبہ سرحد کی وادی بونیر میں دو پہاڑیاں ہیں ۱۔ کوہ دوسرا ۔ ۲۔ کوہ ایلم ۔ اس وادی کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے تھے ۔ (الف) ایک گروہ کا دعویٰ تھا کہ کوہ دوسرا سب سے اونچی پہاڑی ہے (ب) اور دوسرے گروہ کا دعویٰ یہ تھا کہ کوہ ایلم سب سے اونچا پہاڑ ہے ۔ اس سوال پر لڑائی جھگڑے بھی ہوئے ۔ کوہ ایلم کے طرفدار پتھر ڈھو کر کوہ ایلم کی چوٹی بلند تر بناتے رہے ۔ ایک دفعہ کوہ ایلم کو کھانسی زکام کی شکایت ہو گئی لہذا مسور کی دال پکا کر اسے پلاتے رہے ۔[1]

ہمارے ایک ہم درس طالب علم کا نام تھا عبدالواحد بونیری ۔ پتہ چلا کہ جناب کوہ ایلم کے طرف داروں میں سے ہیں ۔ طالب علموں کو دلچسپی کا موقعہ ہاتھ آیا ۔ جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے اس وقت کوہ ایلم کی ہجو شروع ہو جاتی ۔ دیکھو یہ کوہ ایلم بھی کوئی پہاڑ ہے ۔ پہاڑ اگر ہے تو کوہ دوسرا ہے ۔ اور بے چارہ عبدالواحد آنکھوں میں آنسو بھر لاتا اور کھانا کھائے بغیر اٹھ جاتا ۔ آخر طلبا نے آپس میں مشورہ کیا کہ بیچارے عبدالواحد کی اکیلی جان ہے کچھ طلبا اس کے ساتھی بن جائیں تاکہ اس کھیل میں جان پڑ سکے

فیصلے کے مطابق چودہ طلبا بونیری طالب علم عبدالواحد کے ساتھی بن گئے ۔ جن میں سے ایک راقم الحروف بھی تھا ۔ اور باقی طلبا کوہ دوسرا کے طرفدار بن گئے ۔ جن میں سے ایک اخندزادہ عبدالحلیم بھی تھا ۔ اب کھانا کھاتے وقت دونوں طرف سے مبالغہ آرائی کی حد تک دلائل دیے جاتے ۔ اس سلسلے نے راقم الحروف نے ایک پشتو نظم لکھی جو میری شاعری کے

---

[1] سروے کے بعد معلوم ہوا کہ کوہ دوسرا کی چوٹی کوہ ایلم سے بلند ہے ۔ (رفانی)

آغاز کی پہلی نظم ہے۔ اس کا ایک شعر تھا۔

دا برھان دے چہ پرے شی الزام د خصم ۔۔۔ چہ پہ خوا کیئے د ایلم دے پیر بابا پروت

اس شعر کی بنیاد اس روایت پر ہے کہ ایک بونیری سے کسی نے پوچھا کوہ ایلم بڑا ہے یا پیر بابا۔ اس پر بونیری نے جواب دیا کہ خدا تجھے ایسا حیران کردے جس طرح تو نے مجھے حیران کیا ہے۔

آخر تنگ آکر عبدالواحد بونیری نے خوشامدین تمام طلبا کی دعوت کی جس پر پانچ روپے نقد خرچ آتے تھے جو آج کل کے پانچ سو روپے کے برابر ہیں۔ لیکن اب وہ باتیں کہاں۔ آج کوہ ایلم اور کوہ دوسرا کے سوال پر کوئی لڑائی نہیں۔

اخندزادہ عبدالحلیم مولوی

راقم الحروف نے ابتدا میں مولوی عبدالحلیم مرحوم کے نام کے ساتھ لفظ اخندزادہ بڑھا دیا ہے اس کی وجہ یہ کہ آپ ضلع مردان تحصیل صوابی کے جس گاؤں (زروبی) کے رہنے والے تھے اس گاؤں کی بنیاد ۷۸۹ھ ۱۵۷۹ء میں شیخ سید سکندر ابن عباس ابن عبدالغنی ابن ابوالفتح نورالدین حسین ابن آدم ابن علی شیر ابن یوسف گدا جمال الدین یوسف گدا نے ۷۷۲ھ میں وفات پائی ہے۔ سید نصیرالدین محمود چراغ دہلوی کے مرید تھے اور وادی بونیر کے گدائی نبی اس کی نسل سے ہیں۔ یوسف کا مزار ضلع میرٹھ کے قریب چندھیری میں ہے۔

سید سکندر کی نسل میں سے سید اخندزادہ محمد ابن حامد ابن بہاءالدین حیدر ابن سید سکندر کا مزار اس گاؤں کے مغرب میں واقع ہے۔ آپ استاذ الانس والجان تھے۔ ہمارے بعض مشاہیر علما ایسے گذرے ہیں جن کے درس میں مسلمان جنات بھی شامل ہوتے تھے۔ اور مسلمان جنّات کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ حد درجہ وفادار ہوتے ہیں۔ اپنے استاد کے مزار پر باقاعدہ حاضری دیتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ نوافل اور تہجد پڑھ کر اس کا ثواب اپنے استاد کی روح کو بخشتے ہیں۔ جنات کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آج بھی حضرت السید الشیخ محمد کے مزار پر سلام کے لئے ان کے شاگرد جنات حاضری دیتے ہیں۔ مزار ایک چار دیواری کے تنگ سے احاطہ میں ہے۔ اس پر چھت نہیں ہے۔ حضرت السید الشیخ اخندزادہ محمد متوفی ۱۰۸۷ھ - ۱۶۷۶ء سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کے مزارات پر چھت نہیں ہوتی۔ البتہ جو بزرگ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ سے وابستہ ہیں ان کے مزارات پر چھت ہوتی ہے۔ سلسلہ سہروردیہ جو سلسلہ قادریہ کی ایک ذیلی شاخ ہے اس کو بھی قادریہ کے ذیل میں شمار کیا جاتا ہے ایسے بزرگوں کے مزارات پر گنبد بھی بنی ہوتی ہیں۔

یہاں ایک خاص تصوفی نکتہ کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک بزرگ اپنی زندگی میں چاہے کتنے ہی سلاسل طریقت سے منسلک ہو۔ فوت ہونے پر اس کی نسبت ایک خاص طریقہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ مثلاً حضرت شیخ اخوند حافظ عبدالغفور باباجی صاحب سیدو شریف سوات اپنی زندگی میں چشتی۔ سہروردی۔ نقشبندی قادری تھے لیکن فوت ہونے پر ان کی نسبت سلسلہ نقشبندیہ کی طرف کی گئی ہے۔ ان تصوفی باتوں کا علم ان انوار کی کیفیتوں سے ہوتا ہے جو ایسے مزارات سے پھوٹتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا اخندزادہ محمد عالم وفاضل تھے۔ علم اصول فقہ کی کتابوں پر ان کے

حواشی موجود ہیں۔ آپ پشتو اور فارسی کے ادیب بھی تھے۔ ان کا کلام موجود ہے آپ کے علمی آثار میں سے سیرت النبی کے نام سے ایک منظوم کتاب تھی جس کے ابتدائی اشعار درج ذیل ہیں ؎

یقول محمد ابن الجزری الشافعی   الحمد للہ المہیمن المقتدی
والحمد للہ علی ما قد ھدی   من نظم سیرۃ النبی احمدا

اس قلمی نسخہ میں ایک صاحب کی مہر تھی جس میں ان کا نام منصف اور سال ۱۱۱۰ھ۔ ۱۶۹۹ء درج تھی۔ اور منصف کی مہر کے نیچے یہ فارسی شعر درج تھا ؎

منصف ایں طرفہ نسخہ دلخواہ   وقف شد خالصاً لوجہ اللہ

راقم الحروف کی معلومات کے مطابق اخند زادہ محمد کے ایک فرزند کا نام عبدالحلیم تھا۔ اور یہ اخند زادہ مولوی عبدالحلیم مرحوم اس اخوند زادہ مولانا عبدالحلیم کی نسل سے تھے اور مجھے یہ پورے اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ یہ اخند زادہ مولانا عبدالحلیم کے جد امجد بھی صاحب نسبت بزرگ اور سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے۔ صاحب کشف بھی تھے اور یہ ان نفوس قدسیہ کی فیضان تھی کہ بھولا بھالا عبدالحلیم بالآخر مولانا عبدالحلیم بن گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

★

نیلام محصول چنگی

ٹاؤن کمیٹی جہانگیرہ (انڈسٹریل ایریا) ضلع پشاور

اپنی محصول چنگی، راہداری فیس کا ٹھیکہ برائے میعاد ایک سال از یکم جولائی ۱۹۸۳ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۴ء بذریعہ کھلی بولی نیلام کرنا چاہتی ہے۔ لہذا خواہشمند حضرات بولی میں حصہ لینے کے لئے مورخہ ۲۲ ۵/۸۳ کو بوقت ۹-۳۰ بجہ صبح دفتر ٹاؤن کمیٹی جہانگیرہ میں تشریف لائیں۔ ہر بولی دہندہ کو مبلغ بیس ہزار روپیہ (مبلغ -/۲۰،۰۰۰ روپیہ) نقد یا کال ڈیپازٹ کی صورت میں بطور زر بیعانگی کمیٹی کے فنڈ میں جمع کرانی ہوگی۔ جبکہ دیگر شرائط موقعہ پر سنائی جائیں گی۔

المشتہر

پوردل خان چیئرمین
ٹاؤن کمیٹی جہانگیرہ
(انڈسٹریل ایریا)

INF(P) 1033 II